OPEN ACCESS
Al-Duhaa
﴿Journal of Islamic Studies﴾
ISSN (print): 2710-0812
ISSN (online): 2710-3617
www.alduhaa.com

Al-duhaa, Vol.:5, Issue: 2,July -Sep 2024
DOI:10.51665/al-duhaa.005.02.0274, PP: 42-49

عہد نبوی ﷺ میں سلطنت مدینہ کی خارجہ پالیسی کے اصول: امن، معاہدات اور عالمی تعلقات کی تشکیل

Principles of Foreign Policy of the State of Madina during the Prophetic Era: Peace, Treaties and the Formation of International Relations

Published: 25-08-2024
Accepted: 15-07-2024
Received: 25-06-2024

Abdul Rafeh
M.Phil Scholar , Department of Islamic and Religious Studies, Hazara University, Mansehra, KPK
Email: Rafeha96@gmail.com

Sajid Hussain
BHMS from Hazara University, Mansehra, KPK
Email: drsajidhussain.891@gmail.com

Abid Rehman
Islamic Scholar, Village and Post office Gijbori Deshan Tehsil and District Battgram
Email: abidrehman5158@gmail.com

Abstract

The foreign policy of the State of Madinah during the Prophetic Era stands as a remarkable example of ethical governance and strategic diplomacy. Rooted in principles of justice, peace, and mutual respect, it provided a framework for fostering harmonious relations with diverse communities, including Muslims, Jews, Christians, and pagans. Key aspects of this policy included the promotion of peace through dialogue, the establishment of treaties like the Charter of Madinah and the Treaty of Hudaybiyyah, and the development of diplomatic relations with neighboring tribes and states. These principles not only ensured internal stability but also laid the groundwork for a broader vision of coexistence and mutual cooperation. This article delves into the historical context and practical application of these principles, analyzing how they addressed political and social challenges of the time. Furthermore, it explores the relevance of this prophetic model in addressing modern international conflicts and building a more inclusive global society.

Keyword: *Foreign Policy, State of Madina, Prophetic Era, Charter of Madina, Peace, Diplomacy, International Relations*

تعارف(Introduction):

ہر نظام اور ادارہ اصولوں اور مقاصد کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے، کیونکہ بغیر اصولوں کے کسی بھی ادارے کے حدود و اہداف

CC BY

(limits and objectives) کا تعین انتہائی مشکل کام ہے۔ اصول و ضوابط ہی وہ عناصر ہیں جو کسی بھی ادارے کو مضبوط اور پائیدار بناتے ہیں۔ جس ادارے کے اصول جتنے واضح اور جامع ہوں، اس کے اہداف تک رسائی بھی اتنی ہی آسان ہو جاتی ہے۔ ریاست خود ایک ادارہ ہے، اور اس ادارے کے اہم اجزاء میں سے ایک جزو "foreign policy" کا ہے۔ جس طرح ریاست کے قیام کے لیے کچھ اصول و ضوابط متعین کیے جاتے ہیں، اسی طرح خارجہ پالیسی کی تشکیل کے بھی کچھ قواعد مقرر ہوتے ہیں۔ ان قواعد میں وقت اور حالات کے مطابق تبدیلیاں کی جاتی ہیں تاکہ ریاست کسی غیر یقینی صورتحال سے دوچار نہ ہو۔ دین اسلام کے تناظر میں قرآن مجید اس کرۂ ارض پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی سب سے آخری اور جامع کتاب ہے۔ قرآن کریم روئے زمین پر قائم تمام اداروں، چاہے ان کا تعلق فرد کی اصلاح سے ہو یا فرد کی ترقی سے، معاشرتی قوانین، معاشی اصول، یا سیاسی نظام ہو، ہر سطح پر بہترین رہنما اصول (guiding principles) فراہم کرتا ہے۔ قرآن مجید نہ صرف اسلامی ریاست اور نظامِ حیات کی مکمل رہنمائی کرتا ہے بلکہ دوسری ریاستوں یا حکومتوں اور غیر مسلم اقوام کے ساتھ تعلقات و معاملات کی پالیسی کی وضاحت بھی فراہم کرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اس بات کی روشن مثال ہے کہ ریاستِ مدینہ کن اخلاقی اصولوں پر قائم کی گئی تھی۔ ان اصولوں نے معاشرے کے مزاج کو یکسر تبدیل کر دیا کیونکہ اسلام اپنے پورے نظامِ حیات کی بنیاد اخلاقی اصولوں (moral values) پر رکھتا ہے۔ اسلامی اصولوں کی روشنی میں تعلقات کی بنیاد قرآنی احکام اور انسانی فطرت کے اصولوں پر استوار ہونی چاہیے، تاکہ امن و انصاف کے فروغ میں مدد ملے۔ قرآن حکیم اس ضمن میں واضح رہنمائی فراہم کرتا ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الإثم والعدوان ۚ واتقوا الله ۖ إن الله شديد العقاب"[1]

"اور نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں مدد نہ کرو، اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔"

اسی طرح جہاں نیکی اور تقویٰ (righteousness and piety) کی بنیاد پر تعاون کی تلقین کی گئی ہے، اور ظلم و سرکشی میں مدد کرنے سے روکا گیا ہے۔ اسلامی تصور کے مطابق انسانی خون محترم ہے اور اسے بلاوجہ بہانے کی اجازت نہیں دی گئی۔ عدل و انصاف (justice and equity) ہر فرد کا بنیادی حق ہے، اور ہر حال میں اس کا قیام ضروری ہے۔

مختصر یہ کہ قرآن مجید اور اسلامی تعلیمات مسلم معاشرے کے رجحانات اور پالیسیز کو نہ صرف تشکیل دیتی ہیں بلکہ ان پر گہرے اثرات بھی مرتب کرتی ہیں۔ انہی تعلیمات کی روشنی میں خارجہ تعلقات (foreign relations) سمیت زندگی کے تمام شعبوں میں انسانیت کے لیے ایک متوازن اور عملی طریقہ کار فراہم کیا گیا ہے۔ یہ اصول نہ صرف ماضی میں کارآمد رہے بلکہ آج بھی ان کا اطلاق ہر سطح پر کیا جا سکتا ہے، اور مستقبل میں بھی ان کی افادیت برقرار رہے گی۔

لفظ "خارجہ" کی لغوی تحقیق:

لفظ خارجہ کی لغوی تحقیق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ لفظ خارجہ عربی زبان سے نکلا ہوا لفظ ہے، جس کا مادہ خ، ر، ج، "خرج" ہے۔ خرج باب ضرب سے ہے جس کے معنی "باہر نکلنا" اور "الخارجية" الخارجی کا مؤنث ہے۔ وہ منصب جس کے ذریعے دوسری حکومتوں سے تعلقات رکھے جائیں۔[2]

آکسفورڈ ڈکشنری میں لفظ خارجہ کے بارے میں مذکور ہے کہ :

(a.d.j) "Belonging to another country: alien: remote: extraneous"[3]

"غیر وطنی، غیر ملکی، غیر، بے علاقہ۔"

اس سے معلوم ہوا کہ لفظ خارجہ کے معنی باہر کا، داخلے کی ضد، دوسرے ملک کا علاقہ، اپنے ملک کے علاوہ دوسرے ملک کا رقبہ کے ہیں۔

پالیسی کے لغوی معنی:

لفظ خارجہ کے معنی و مفہوم کی تحقیق کے بعد اب ضروری ہے کہ اس کے دوسرے اہم لاحقے کے معنی کو سمجھا جائے جو کہ "پالیسی" ہے۔ لفظ پالیسی کے معنی: حکمت علمی، راہ عمل کے ملتے ہیں جس کو ایک ماہر لغت نے یوں تحریر کیا ہے کہ :

"Policy: line of action chalked out by (government) Prudent course of action."[4]

"حکمت عملی، راہ عمل، دانش مندانہ طرز عمل۔"

اسی طرح ایک اور ڈکشنری میں یوں پالیسی کا معنی ذکر کیا گیا ہے کہ :

"A policy pursued by a nation in its dealing with other nations, designed to achive national objectives."[5]

"پالیسی کو اس لئے ڈیزائن کیا جاتا ہے کہ ایک قوم دوسری قوموں سے معاملات کرے اور اس کے ذریعے اپنے قومی مقاصد کو حاصل کرے۔"

خارجہ پالیسی کا مفہوم:

اس سے قبل خارجہ پالیسی کے دونوں الفاظ یعنی لفظ "خارجہ" اور "پالیسی" کی وضاحت کی گئی۔ لیکن جب یہ دونوں الفاظ ایک ساتھ جمع ہوتے ہیں تو اس وقت اس کا مفہوم و معنی ماہرین لسانیات و سیاسیات کی نظر میں کیا بنتا ہے؟ تو مختلف ماہرین لسانیات و سیاسیات کی تحقیقات کی روشنی میں خارجہ پالیسی کا مفہوم مختلف ہے۔ ایک ماہر سیاست خارجہ پالیسی کے مفہوم کے بارے میں لکھتے ہیں کہ :

هو مجموعه القواعد التي تنظم العلاقات بين الدول[6]

"ان منظّم کا واحد کے مجموعے کا نام ہے جو ممالک کے درمیان تعلقات استوار کرتے ہیں۔"

پروفیسر Joseph Francel نے خارجہ پالیسی کی وضاحت یوں کی ہے کہ :

"Foreign policy consists of decisions and actions which involves to some appreciable extent relation between one state and others[7]*"*

"خارجہ پالیسی ان فیصلوں اور کاروائیوں پر مشتمل ہے جو کافی حد تک ایک ریاست کے دوسری ریاست کے ساتھ تعلقات سے متعلق ہوتے ہیں۔"

خارجہ پالیسی کے مفہوم کے بارے میں انجم ملک اپنی کتاب "پاکستان کی خارجہ پالیسی" میں ایک مشہور ماہر سیاست پروفیسر ایف ایس نارتھج (Prof. F.S Northedge) کی سوچ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :

"Foreign policy is the use of political influence in order to Intel induce other state to exercise their law-making power in a manner desired by the states concerned. It is an interaction between forces originating outside the countries border and those working within them[8]*".*

"خارجہ پالیسی اس سیاسی اثر ورسوخ کا نام ہے جس کے ذریعے کوئی ریاست دوسری ریاستوں کے قانون ساز قوت کو اپنی مرضی کے مطابق عمل کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ یہ ملک کی سرحدوں کے باہر اور اندرون ملک پیدا ہونے والی قوتوں کے باہمی عمل کا نام ہے۔"

الغرض خارجہ پالیسی وہ علم ہے جس سے بین الاقوامی تعلقات کی تشریح کی جاتی ہے، کیونکہ خارجہ پالیسی ایک پیچیدہ فن ہے۔اسی وجہ سے "ریاست کی خارجہ پالیسی اکثر تبدیل ہوتی رہتی ہے ،اس کی وجہ گردونواح میں رونما ہونے والے حالات و واقعات و تجربات ہوتے ہیں۔اور ان حالات سے نہ تو قریبی ممالک ان کے اثرات سے بچ سکتے ہیں اور نہ ہی ان حالات سے نمٹنے کی تیاری ہو سکتی ہے، کیونکہ تیاری کرتے کرتے دنیا کے حالات کافی تبدیل ہو چکے ہوتے ہیں، لہٰذا ترقی پذیر ممالک ترقی یافتہ ممالک سے تعلقات رکھنے پر مجبور ہیں اور رونما ہونے والے حالات کے اثرات خارجہ پالیسی پر بھی پڑتی ہے۔ان باتوں کے باوجود بھی ہر ریاست اپنے قومی مفادات اور بنیادی نظریات کو مدنظر رکھتے ہوئے خارجہ پالیسی مرتب کرتی ہے ۔ موجودہ دور میں ترقی پذیر ممالک کو ترقی یافتہ ممالک سے تعلقات بہتر رکھنے پر پڑتے ہیں، کیونکہ یہاں ہر اعداد کا سوال آجاتا ہے۔ خارجہ پالیسی جہاں ہمسایہ ممالک پر اثر انداز ہوتی ہے، وہاں ان کا اثر ان ممالک پر پڑتا ہے جو اس کے ساتھ باواسطہ یا بلاواسطہ منسلک ہوتے ہیں اور جدید سائنسی دور میں تو علاقائی اور عالمی حالات اس قدر تیزی سے بدل رہے ہیں کہ اگر کوئی ملک حالات سے نمٹنے کے لیے تیاری کرتا ہے تو حالات اس وقت تک اس حد تک تبدیل ہو چکے ہوتے ہیں کہ اسے دوسرے وقت کے لیے تیاری کرنا پڑ جاتی ہے۔

خارجہ پالیسی میں جہاں مفادات کا تحفظ کیا جاتا ہے وہیں اس بات کا بھی خیال کرنا چاہیے کہ خارجہ پالیسی خلوص نیت سے بنائی جائے، کیونکہ جس چیز کی بنیاد اچھی ہو گی اس کا آخر بھی اچھا ہو گا اور وہی زیادہ کامیاب ہو گی۔ خارجہ پالیسی مرتب کرتے وقت ہر ریاست کو چاہیے کہ وہ نسلی اور مذہبی تعصّبات کو بالائے طاق رکھے اور دیگر ریاستوں کے قومی مفادات کو مدنظر رکھتے ہوئے خلوص کے ساتھ خارجہ پالیسی مرتب کرے جو کہ سیاسی جھوٹ اور مکاری اور مطلب پرستی سے بے نیاز ہو۔"[9]

رسول اللہ ﷺ کے اصول خارجہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت و منصب چونکہ ایک نبی اور رسول کے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک ادا کی اتباع راہ نجات ہے اور اس میں کامیابی و کامرانی کے سنہرے اصول پوشیدہ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ جیسے ایک فرد کے لیے ذاتی زندگی میں مشعل راہ ہے اس طرح ملک کے تناظر میں بھی اس میں سامان ہدایت موجود ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلطنت مدینہ کے والی اور حاکم تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مملکت کے دیگر اداروں کی تشکیل وارتقاء کے ساتھ ساتھ ریاست کا ایک ادارہ وزارت خارجہ بھی تشکیل دیا تھا اور اس کے لیے سنہری اور انمول اصول و ضوابط بھی وضع کیے ہیں۔ ممالک کے تناظر میں اگر سیاست خارجہ کے ان اصولوں کے مطابق خارجہ پالیسی تشکیل دی جائے تو ریاست نہ صرف بیرونی خطرات سے مامون محفوظ رہ سکتی ہے، بلکہ اقوام عالم میں اپنا ایک نمایاں اور بہتر مقام بھی بنا سکتی ہے۔تاریخ کے لیے ہر دن نیا ہوتا ہے صدیاں بیت جانے کے باوجود ان اصولوں کے آج بھی دوست و دشمن یکساں طور ثناخواں اور مداح خواں رہیں گے اور فلاح و کامیابی کے قابل تقلید و نمونہ بھی بن جائیں گے۔اسی کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خارجہ پالیسی کے لیے جو بنیادی اصول وضع کیے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

بین الاقوامی دعوت توحید:

قرآن حکیم کے تناظر میں روئے زمین پر مبعوث کیے گئے تمام انبیاء کا مشترکہ پیغام ایک ہی رہا ہے اور وہ دعوت توحید ہے۔ خالق کائنات کا دنیا کی تخلیق کا بنیادی مقصد ہی یہی ہے کہ لوگ اسی کو اپنا خالق و مالک اور معبود مانے تاکہ ہر انسان اپنے ہر حق سے کما حقہ مستفید ہو سکے۔ اس لیے تمام انبیاء کرام نے قوموں اور گروہوں کو اس ایک نقطے پر جمع کرنے کی کوشش کی اور اس کے دعوت میں سالہ سال منہمک رہے۔ چونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقاصد بعثت میں سے ایک اہم مقصد ہی یہی تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کی آفاقی دعوت کو طول و عرض میں پھیلائیں اور وہ دعوت کلمہ توحید ہے، یعنی لاالہ الا اللہ۔

اسی دعوت توحید سے متعلق قران پاک میں ارشاد باری تعالی ہے:

والھکم الہ واحد لا الہ الا ھو الرحمن الرحم۔[10]

"تمہارا خدا ایک ہی خدا ہے اس رحمان اور رحیم کے سوا کوئی اور خدا نہیں ہے۔"

حضور ﷺ کی خارجہ پالیسی کا جب بنظر غائر جائزہ لیں تو یہ بات انتہائی عیاں ہوتی ہے کہ توحید کا یہ اصول ہمیشہ اور ہر حالت میں قائم رہا۔

ریاست کا دفاع اور خارجہ:

ریاست کا دفاع جتنا داخلی استحکام میں پوشیدہ ہے، اتنا ہی ریاست کا دفاع خارجی طور پر ضروری ہے۔ یہی وجہ کہ جب رسول ﷺ نے سلطنت مدینہ کو داخلی طور پر مضبوط بنایا، اس کے بعد آپ ﷺ خارجی استحکام سے بھی غافل نہ رہے، اس لئے آپ ﷺ کی خارجہ پالیسی کا دوسرا اور اہم اصول ریاست کا تمام بیرونی حملوں سے بچاؤ تھا، جس کے لئے نبی کریم ﷺ نے فوری اقدامات کیے۔

بین الاقوامی تعلقات اور سفارتی حکمت عملی

رسول اکرم ﷺ نے ریاست مدینہ کو خارجی خطرات سے محفوظ بنانے کے لیے فوراً بیرونی طاقتوں کے ساتھ تعلقات استوار کیے اور ان سے دفاعی تعاون بھی حاصل کیا۔ اُس وقت مدینہ کو قریش مکہ جیسے شدید دشمنوں سے خطرہ لاحق تھا، جو مسلمانوں کے خلاف کسی بھی وقت حملہ کر سکتے تھے۔ ایسے حالات میں، رسول اللہ ﷺ نے اطراف کے قبائل کے ساتھ روابط قائم کیے، دفاعی alliances ترتیب دیے اور انہیں اسلام کی طرف راغب کرنے کی کوشش کی۔ ایک مشہور اسکالر اس بارے میں لکھتے ہیں:

"مدینہ کی حفاظت کے لیے اندرونی استحکام کے ساتھ ساتھ، آس پاس کے قبائل کے ساتھ دوستی ضروری تھی۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کے بعد جلد ہی مدینہ کے جنوب مغربی علاقوں کا بار بار دورہ کیا۔"[11]

آپ ﷺ نے ان قبائل سے خصوصی تعلقات قائم کیے جن کے علاقوں سے قریش مکہ کے تجارتی قافلے گزرتے تھے۔ ان معاہدوں کا مقصد mutual defense تھا، جس کے ذریعے مدینہ کو بیرونی حملوں سے محفوظ رکھا جا سکے۔

بین الاقوامی امن اور اسلام کا پیغام

رسول اللہ ﷺ کی foreign policy کا مرکزی محور امن کا قیام تھا تاکہ دنیا میں ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیا جا سکے جو سلامتی اور ہم آہنگی پر مبنی ہو۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

"ولیبدلنهم من بعد خوفهم امنا"[12]

"اللہ ان کے خوف کو امن میں تبدیل کر دے گا"

رسول اکرم ﷺ نے دنیا میں امن کے فروغ پر زور دیتے ہوئے فرمایا:

"اللہ امن و سلامتی کے قیام میں کچھ اور اس طرح کا حامی و مددگار ہو گا کہ گھر کی چار دیواری میں زندگی گزارنے والی پردہ نشین خاتون تن تنہا کسی محافظ و معاون کے بغیر مدینہ سے الحمرہ کا اس سے بھی لمبا سفر بلا تعامل کر سکے گی اور کوئی چور رازن اسے خوفزدہ نہ کر سکے گا"[13]

"اسلام کے نزدیک سلامتی اور امن کے راستے دراصل روشنی کے راستے اور صراط مستقیم ہیں اور وہ راستے جو فتنے و فساد اور خونریزی کی طرف جاتے ہیں اللہ کے نزدیک انسانوں کی گزرگاہ بننے کے قابل نہیں۔"[14]

نبوی دور کی سفارتی حکمت عملی کے نتائج

رسول اکرم ﷺ نے سفارت کاری کو ایک مؤثر ذریعہ بنایا تاکہ اقوام عالم کو اسلام کے پیغام سے روشناس کرایا جا سکے۔ آپ ﷺ کی diplomacy کا مقصد طاقت کے ذریعے لوگوں کو زیر کرنا نہیں تھا بلکہ ان کے ذہنوں کو روشنی دینا اور انہیں غور و فکر کا موقع فراہم کرنا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ کئی حکمران آپ ﷺ کا پیغام سنتے ہی اسلام کے قریب آ گئے۔

سلطنت مدینہ کے سفراء کا مختصر تجزیہ یوں کیا جا سکتا ہے کہ اسلامی ریاست میں کسی سفیر کی پہلی تقرری عسکری یا نیم عسکری مہموں کے درمیان ہوئی تھی۔ تین ہجری 625 عیسوی میں جب بنو نضیر کے غزوہ کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت محمد بن مسلمہ اوسی کو سفیر بنا کر بنو نضیر کے یہودیوں کے پاس اس غرض سے بھیجا تھا کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان معاملہ میں آخری فیصلہ سے آگاہ کر دیں۔ دو برس بعد جب مدینہ احزاب کے محاصرہ میں گر چکا تھا تو تین مسلم سفیروں حضرت سعد بن معاذ اوسی، سعد بن عبادہ خزرجی اور عبداللہ بن رواحہ خزرجی کی تقریر ہوئی تھی۔ ان کو بنو قریضہ کے پاس بھیجا گیا تھا کہ ان کو ان کے عہد و معاہدہ یاد دلائیں جو انہوں نے اسلامی ریاست کے ساتھ کیا تھا اور ان کو احزاب میں شامل ہونے سے روکیں۔

صلح حدیبیہ کے دوران تین مسلمان سفیروں کو مکہ بھیجا گیا تھا ان میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ قریش کی جانب سے بھی متعدد سفیر آئے تھے۔ صلح حدیبیہ کے بعد حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے متعدد سفیروں کو جزیرہ نمائے عرب کے مختلف حصوں کے علاوہ بعض پڑوسی ملکوں کے حکمرانوں کے پاس بھیجا تھا۔

حیات نبویؐ کے آخری برس مختلف علاقوں کو بھیجے جانے والے سفیروں کی تعداد 16 تھی۔ غیر مسلم حکمرانوں اور قبیلوں کے پاس جو سفیر بھیجے گئے تھے ان کا مقصد متعلقہ علاقوں یا قبیلوں کو اسلامی ریاست کا مطیع منانا یا ان سے حلیفانہ تعلقات قائم کرنا تھا۔ مسلم سرداروں کے پاس یا تو اس غرض سے سفیر بھیجے گئے تھے کہ ان سے تبلیغ اسلام کا کام لیا جائے یا ان قبیلے کے باغیوں کی سرکوبی کے لیے ان مسلم طبقات کی حمایت اور مدد حاصل کی جائے۔ عموماً ایسی سفارتیں کامیاب ہوئیں، سوائے مسیلمہ کذاب اور شاہ بصریٰ حارث بن عمیر غسانی کے کہ جس نے سفیر نبویؐ حضرت حارث بن عمیر ازدی کو قتل کر دیا تھا۔ جس کے نتیجے میں اسلامی ریاست کو فوج کشی کرنا پڑی تھی۔

نتائج البحث:

کسی بھی ابھرتی ہوئی تحریک کی کامیابی کا انحصار اس کے clear objectives اور well-defined principles پر ہوتا ہے۔ جتنے زیادہ مقاصد واضح ہوں گے، ان پر عمل کرنا اتنا ہی آسان ہوگا۔ اس کے ساتھ، committed individuals بھی تحریک کو کامیابی کی بلندیوں تک پہنچانے میں pivotal کردار ادا کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کا مشن مکہ میں مکمل نہ ہو سکا کیونکہ حالات سازگار نہیں تھے اور وہاں کی society اسلام کے فروغ کے لیے رکاوٹ بنی ہوئی تھی۔ لیکن مدینہ کی زمین اسلام کے بیج کو پروان چڑھانے کے لیے زیادہ fruitful ثابت ہوئی۔ جب آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو ایک منظّم ریاست کی ضرورت محسوس کی۔ آپ ﷺ نے سب سے پہلے ریاست کو اندرونی خطرات سے محفوظ کیا اور داخلی stability کے بعد external security کو اہمیت دی۔

آپ ﷺ نے neighboring tribes اور nations کے ساتھ تعلقات قائم کرنے پر زور دیا تاکہ ریاست مدینہ اور بین الاقوامی امن کے قیام کو ممکن بنایا جا سکے۔ صلح حدیبیہ کے بعد، آپ ﷺ نے مختلف rulers کو letters اور سفارتی delegations بھیجیں۔ سفارت کاری (diplomacy) قدیم زمانے سے قوموں کے درمیان تعلقات قائم کرنے کا ایک مؤثر ذریعہ رہی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے skilled اور intelligent diplomats کو منتخب کیا، جنہیں اپنے mission کے ساتھ ساتھ مخاطب قوموں کی language اور culture کا بھی علم تھا۔ آپ ﷺ نے ان سفیروں کو clear guidelines کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ بلا خوف و خطر اسلام کا پیغام پہنچا سکیں۔ خطوط (letters) کی اہمیت کو آپ ﷺ نے بہت زیادہ تسلیم کیا۔ آپ ﷺ نے مختلف حکمرانوں کو خطوط بھیجے، جن میں سے بعض نے ان خطوط کو قبول کرتے ہوئے اسلام قبول کیا، بعض نے gratitude کے ساتھ جواب دیا، اور کچھ نے hostility کا مظاہرہ کیا۔ ان حکمرانوں کے متعلق رسول اکرم ﷺ کے کیے گئے predictions حرف بہ حرف سچ ثابت ہوئے۔ آپ ﷺ کی foreign policy دراصل قرآن مجید کے اصولوں پر مبنی تھی۔ آپ ﷺ نے سیاست خارجہ میں سب سے پہلے توحید کی دعوت کو بنیادی اصول کے طور پر اپنایا۔ یہی universal message آپ ﷺ نے دنیا کے مختلف حکمرانوں تک پہنچایا۔ اس دعوت پر لبیک کہنے والے آپ ﷺ کے گرد جمع ہوئے اور دنیا نے وہ حق پرستی دیکھی جسے ایک فرد نے ایک نعرہ مستانہ کے ساتھ بلند کیا اور قلیل عرصے میں لاکھوں لوگوں کی گواہی لی کہ آپ ﷺ نے دین حق کو دنیا تک پہنچا دیا۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی و حوالہ جات

[1] القرآن، سورۃ المائدہ: 2

[2] المنجد، لویس معلوف، ص 313, مکتبہ رحمانیہ، لاہور

[3] *Popular Oxford practical Dictionary Oriental Book Society, Lahore pg.245*

[4] *Oxford Advanced Learner's Dictionary, Sixth edition, sally wehmeier, pag.526*

[5] *http:// Random hous websters college dictionary.com*

[6] المھیری، سعید عبداللہ حارب، العلاقات الخارجیہ لدولۃ الاسلامیہ، ص 24، دار الفکر العربی، القاہرہ، 1997

[7] *Francel Joseph prof The making of foreign policy, London, 1963*

[8] محمد آصف ملک، انجم تمکین، پاکستان کی خارجہ پالیسی، ص 18 تا 19، ایم پوریم پبلشرز، لاہور

[9] فضل کریم شیخ، پاکستان کی خارجہ پالیسی، ادارہ معارف اسلامی، لاہور، 2001 ص 14،15

[10] سورۃ البقرۃ: 123

[11] ڈاکٹر، حمید اللہ، عہد نبویؐ میں نظام حکمرانی، ادارہ اسلامیات، لاہور، 1999، ص 243

[12] النور: 55

[13] احمد بن حنبل، مسند احمد بن حنبل، مؤسسہ الرسالہ، بیروت، تیسری اشاعت، 1999ء

[14] کوثر نیازی، اسلام اور ہمارا دین، ادارہ اسلامیات، لاہور ص 74،73